اَدبیات

غزل

جناب الم مظفرنگری

کھلتا تو ہے یہ راز مگر موت ہی کے بعد
"اک اور زندگی بھی ہے اس زندگی کے بعد"

تکمیلِ غم ہوئی ہے غمِ عاشقی کے بعد
میں جل کے خاک ہو گیا دل کی لگی کے بعد

ذکرِ سکوں نہ کیجئے، ذوقِ سفر نے پھر
بے چین کر دیا مجھے منزل رسی کے بعد

اس نامرادِ غم کا مآلِ وفا نہ پوچھ
بیگانہ خودی جو رہا بیخودی کے بعد

پھر شمعیں بن رہی ہیں پتنگوں کی خاک سے
پھر بزم سنورنے لگی برہمی کے بعد

ساقی خودی شناس ہوں وہ دے جو وقت پر
لے آئے ہوش میں مجھے وارفتگی کے بعد

یہ کون اب بتائے کہ وہ جلوہ گاہ میں
سنبھلے تھے کس طرح نگہہ ملتجی کے بعد

بیزار پیچ و خم نہ ہوں کیوں گیسوئے ایاز
اٹھا نہ کوئی اہلِ نظر غزنوی کے بعد

آتی ہے قبرِ جم سے یہ شام و سحر صدا
یہ ہے مآلِ زندگی شاہنشہی کے بعد

بے خضر راہِ عشق میں رکھتا ہے کیوں قدم
گمراہ ہو نہ جائے کہیں خودروی کے بعد

دیتا ہوں یادِ مرگ سے دل کو تسلیاں
ہوتا ہے غم زیادہ جو تھوڑی خوشی کے بعد

سعیٔ طلب ہی اس کی نہ تھی کامیاب شوق
جو خود شناس ہو نہ سکا آگہی کے بعد

تسلیم ہے فضیلتِ شعرِ عرب مجھے
لیکن معارفِ غزلِ فارسی کے بعد

ملتی نہ کیوں ازل میں اسے عزتِ شرف
تھا اس کا مستحق نہ کوئی آدمی کے بعد

ہے کس قدر حریفِ سکوں زندگی الم
اِک غم بھی لازمی ہے یہاں ہر خوشی کے بعد